بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم ہفتہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۳۵ پیسے

جلد ۶۶/۳۱	۲۵ رمضان ۱۳۹۷ھ ۔ ۱۰ تبوک ۱۳۵۶ ہش ۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۷۷ء	نمبر ۲۰۴

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۰ تبوک ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ :۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ، الحمد للہ

احبابِ جماعت بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے ، ہمیشہ اپنی حفاظتِ خاص میں رکھے اور اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے ۔ آمین

ربوہ ۹ تبوک ۔ آج جامع مسجد اقصیٰ میں نمازِ جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر پڑھائی ۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے رمضان المبارک کی برکات کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اگر ہم اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ذکرِ الٰہی کو اپنا شعار بنا لیں تو اس کے ذریعہ ہم سارا سال ان برکات کو حاصل کر سکتے ہیں جن کا ماہِ رمضان سے تعلق ہے ۔

حضور نے فرمایا وقت آتا ہے اور چلا جاتا ہے وہ کسی کا لحاظ نہیں کرتا رمضان کا بھی یہی حال ہے وہ بہت سی برکتیں لے کر آیا اور اب وہ جا رہا ہے لیکن اگر ہم چاہیں اور کوشش کریں تو اس کی برکتوں کو ذکرِ الٰہی اور عبادات کے ذریعہ سارا سال حاصل کر سکتے ہیں ۔ ویسے تو رمضان کا ہر دن برکتوں سے معمور ہے مگر جمعہ کا دن خاص طور پر برکتیں لے کر آتا ہے کیونکہ احادیث میں آیا ہے کہ جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی آتی ہے جس میں جو دعا بھی کی جائے وہ قبول ہو جاتی ہے اس کے ہم ایک معنے یہ بھی کر سکتے ہیں کہ جب اس روز بندہ اپنی عاجزانہ دعاؤں کو اپنی انتہا تک پہنچا دیتا ہے تو وہی وقت اس کے لئے قبولیتِ دعا کا ہوتا ہے ۔ احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ رمضان میں شیطان کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے ۔ رمضان کے ایام میں غیر معمولی عبادات اور ذکرِ الٰہی اور تسبیح و تحمید کا جو سلسلہ جاری رہتا ہے در حقیقت یہی وہ زنجیریں ہیں جن سے شیطان جکڑا جاتا ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اِس سلسلہ میں رمضان کے آخری جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اِس آخری جمعہ کے متعلق بہت سے غلط یا صحیح تصوّرات قائم ہیں در حقیقت اِس آخری جمعہ کو صرف یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہ رمضان کا آخری جمعہ ہوتا ہے جس کے بعد اِس رمضان میں اور کوئی جمعہ نہیں آتا ۔ اور چونکہ احادیث کے مطابق جمعہ کے روز قبولیتِ دعا کی ایک ساعت آتی ہے اِس لئے یہ جمعہ بھی مومن کے لئے دیگر جمعوں کی طرح ایک عید بن کر آتا ہے پھر عام دنوں کی نسبت جمعہ کو اگر چھٹی ہو تو اس دن زیادہ عبادات اور ذکرِ الٰہی کی توفیق حاصل ہوتی ہے ۔ ہمیں رمضان کا یہ جمعہ آخری موقع جمعہ کو جمع کرنے کا بہم پہنچاتا ہے کہ اے خدا جس طرح تُو نے رمضان میں غیر معمولی طور پر ذکرِ الٰہی کی توفیق بخشی ہے اسی طرح سال کے باقی گیارہ مہینوں میں بھی (فرض روزوں کی عبادت کو چھوڑ کر) ہمیں ذکرِ الٰہی کی توفیق بخش تا کہ سارا سال ہی ہم رمضان کی برکتوں کو حاصل کرتے رہیں ۔ بہر حال اِس آخری جمعہ کو صرف یہ خصوصیت باقی جمعوں پر حاصل ہے کہ یہ رمضان کا آخری جمعہ ہے جس کے بعد رمضان میں اِس سال کوئی اور جمعہ نہیں آئے گا ۔

حضور ایدہ اللہ نے قرآن مجید کی دعا ۔۔۔ پر ۔۔۔

اپنے اندر یکجہتی اور مکمل اتحاد پیدا کرو اور اجتماعی جذبے کے ساتھ ملک و ملّت کی وفادارانہ خدمت کرو

رمضان کا مبارک مہینہ ہمیں نظم و ضبط اور فرض کی ادائیگی کے لئے کڑی آزمائش میں سے گزرنے کا سبق دیتا ہے

بانئ پاکستان محمد علی جناح کے اہم ارشادات

" رمضان روزوں عبادت اور خدا سے لو لگانے کا مہینہ ہے اس میں قرآن مجید نازل ہوا یہ دراصل ایک رُوحانی ضبط ہے جس کی مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے لیکن اس فرض کی انجام دہی سے اخلاقی ضبط اور معاشرتی و جسمانی فوائد بھی کچھ کم حاصل نہیں ہوتے ۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بھوکا ہونے کے کیا معنے ہیں ۔ یہ سکھاتا ہے کہ ہمیں تکلیف اُٹھانے اور فرض انجام دینے میں کڑی آزمائش سے گزرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے اور یہ سبق سارا مہینہ روزانہ دہرایا جاتا ہے جس سے ہماری جسمانی و اخلاقی زندگی کچھ کم ترقی پذیر نہیں ہوتی ۔ اس سے ہمیں یہ احساس ہونا چاہیئے کہ ہم غذا یا بھوک کے غلام نہیں بلکہ ان کے آقا ہیں "

(عید الفطر کا پیغام اکتوبر ۱۹۴۱ء)

" اپنی تنظیم کرو یکجہتی اور مکمل اتحاد پیدا کرو اپنے آپ کو تربیت یافتہ اور منضبط سپاہی بناؤ ۔ اپنے اندر اجتماعی جذبہ اور رفاقت کا احساس پیدا کرو ۔ قوم اور ملک کے نصب العین کے لئے وفاداری کے ساتھ کام کرو "

(آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لکھنؤ میں خطبۂ صدارت ۔ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

" ہم میں سے ہر ایک اپنے آپ کو منضبط کر کے ملک کی خدمت کر سکتا ہے اور نظم و ضبط ہی رمضان کے متبرک مہینے کی جان ہے ۔ کیا ہماری عادات باقاعدہ ہیں ۔۔۔ کیا ہم اپنے کام میں دیانتدار اور مخلص ہیں ۔ کیا ہم دوسروں کی اتنی ہی مدد کرتے ہیں جتنی ممکن ہے ۔ کیا ہم رواداری ہیں ۔ ممکن ہے یہ باتیں چھوٹی چھوٹی معلوم ہوں لیکن انہی میں ضبط کی رُوح مضمر ہے "

(پیغام عید الفطر ۔ نومبر ۱۹۳۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۰ تبوک ۱۳۵۶ ہش

۱۰ ستمبر ۱۹۷۷ء

رمضان کی روح اور جماعتِ احمدیہ

اس دنیا کی زندگی میں ہمیں ایک اصول کارفرما نظر آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان جب بھی اپنے اوپر بطیبِ خاطر خود کوئی بامقصد مشقت وارد کرتا ہے تو اس کے دو نتیجے ضرور ظاہر ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ مشقت اس کے لئے مشقت نہیں رہتی بلکہ اس کے لئے وہ موجبِ راحت ہو جاتی ہے۔ اس مشقت میں اسے ایک لذت محسوس ہونے لگتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنی خوشی سے وہ جتنی بڑی مشقت اپنے اوپر وارد کرتا ہے تو مقصد حاصل ہونے پر اتنی ہی زیادہ خوشی اور مسرت اسے نصیب ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے جب دوسرا کوئی شخص جبراً اس پر کوئی مشقت ڈالتا ہے تو وہ مشقت اس کے لئے ایک عذاب کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور وہ دل ہی دل میں کڑھتا رہتا ہے۔ مشقت راحت و آرام کا موجب اس وقت بنتی ہے اور حصولِ مقصد کی شکل میں بے انتہا خوشی پر اس وقت ہی منتج ہوتی ہے جب انسان اس مشقت کو خود اپنی مرضی اور خوشی سے اپنے اوپر وارد کرتا ہے۔

یہ ایک ایسی بدیہی حقیقت ہے کہ ہر لحظہ اور ہر لمحہ ہمارے مشاہدہ میں آ رہی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک ماں اپنے نوزائیدہ بچے کی غور و پرداخت اور پرورش میں دن اور رات جو بے پناہ مشقت اٹھاتی ہے اسے اس مشقت پر کوئی مجبور نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی خوشی سے خود اپنے آپ کو اس مشقت میں ڈالتی ہے اور پھر اس میں ایسی راحت محسوس کرتی ہے کہ گویا اس کے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کوئی راحت ہو ہی نہیں سکتی۔ جب اس کا بچہ پروان چڑھ جاتا ہے اور اس کی اعلیٰ تربیت کے نتیجہ میں وہ اپنی زندگی کے مقصد کو پانے کے قابل ہو جاتا ہے تو ماں کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ وہ خوش ہوتی اور خوشی سے پھولے نہیں سماتی کہ اسے اس کی محنت کا پھل مل گیا۔ اسی طرح ایک فرض شناس طالب علم جب حصولِ علم کی خاطر اپنی مرضی سے اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتا ہے اور دن رات ایک کر دیتا ہے تو اسے اس محنت اور مشقت کی وجہ سے اگرچہ راتوں کی نیند اپنے پر حرام کرنا پڑتی ہے اور زندگی کی دلچسپیوں سے اپنے آپ کو محروم کرنا پڑتا ہے تاہم اسے خود اپنے پیدا کردہ اس مشقت میں ایک لطف آ رہا ہوتا ہے اور اس تکلیف کو جو اسے پہنچ رہی ہوتی ہے وہ عین راحت سمجھ رہا ہوتا ہے۔ بالآخر جب اس کی محنت ٹھکانے لگتی ہے اور وہ امتحان میں کامیاب قرار پاتا ہے تو اسے ایسی ناقابلِ بیان خوشی میسر آتی ہے کہ وہ جگ راتوں اور انتھک محنتوں کی ساری کلفتیں بھول جاتا ہے حتیٰ کہ زندگی بھر اپنا اثر دکھانے والی خوشی اس کا احاطہ کر لیتی ہے۔

بعینہٖ یہی حالت رمضان کے مہینے میں ان مومنوں کی ہوتی ہے جو رمضان کے مہینے کا سال بھر انتظار کرتے رہتے ہیں اور جب یہ مہینہ آتا ہے تو وہ دلی بشاشت کے ساتھ دن کو روزہ رکھنے قرآن مجید کی تلاوت کرنے زیادہ سے زیادہ وقت ذکرِ الٰہی میں گزارنے اور راتوں کو اٹھ کر نماز تہجد میں اللہ تعالیٰ کے حضور رونے اور گڑگڑانے کی مشقت از خود اپنے اوپر وارد کرتے ہیں اور اس مشقت کو پورے ایک مہینہ تک برداشت کرتے چلے جاتے ہیں۔ انہیں دن کے وقت بھوک بھی لگتی ہے اور پیاس بھی ستاتی ہے اور ضعف بھی ان کے شاملِ حال رہتا ہے لیکن اس بھوک پیاس اور ضعف و اضمحلال میں انہیں ایک لطف آ رہا ہوتا ہے اور ایک خاص قسم کی راحت ان کے رگ و پے میں سرایت کر رہی ہوتی ہے۔ یہ احساس کہ اس مشقت کے نتیجہ میں انہیں اپنے مولیٰ کی رضاء اور خوشنودی حاصل ہوگی۔ انہیں مگن رکھتا ہے اور وہ شام کو روزہ افطار کرنے اور کھانا کھانے کے بعد چاق و چوبند ہو کر مزید مشقت کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ پورے ایک ماہ تک اسی حال میں جاری رہتا ہے کہ ان کا ذوق و شوق اور ولولۂ عشق فزوں سے فزوں تر ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ رمضان کے بابرکت مہینے اور اس کی مخصوص عبادات کو ان کی پوری شرائط کے ساتھ بجا لانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت وہ اس ماہ مبارک کے کامیابی کے ساتھ پورا ہونے پر عید کی شکل میں اپنی کامیابی اور فائز المرامی پر خوشی مناتے ہیں۔ یہ عید رمضان کی مشقت کے ایک ظاہری انعام کی حیثیت رکھتی ہے اور باطنی انعامات کی آئینہ دار ہوتی ہے۔

رمضان کی اس مشقت میں جسے مومن اپنی مرضی سے بشاشتِ قلب کے ساتھ خود اپنے اوپر وارد کرتے اور اس میں ایک خاص راحت اور لذت محسوس کرتے ہیں خدائی جماعت کے لئے ایک بہت بڑا سبق مضمر ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مامور کے ذریعہ جس جماعت کو قائم کرتا اور اس کے کندھوں پر حق کو دنیا میں غالب کرنے کی ذمہ داری ڈالتا ہے اس کے افراد کا یہ فرض ہوتا ہے کہ جس طرح وہ رمضان کے روزوں اور ان کی مخصوص عبادات کی مشقت از خود اپنے پر وارد کرتے اور اس میں ایک خاص قسم کی راحت محسوس کرتے ہیں اسی طرح وہ درمیان میں آنے والے ابتلاؤں اور آزمائشوں میں صبر و ثبات کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کرتے غلبۂ حق کی خاطر بشاشتِ قلب کے ساتھ قربانیاں دیتے چلے جائیں اور ان میں ایک راحت محسوس کریں اور اس بات پر خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں قربانیاں پیش کرنے کی توفیق عطا کر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ رمضان کی روح پر عمل پیرا ہوتے ہوئے غلبۂ حق کی خاطر پورے انشراح اور دلی بشاشت کے ساتھ قربانیاں دیتے چلے جاتے ہیں اور بشاشت کے زیرِ اثر ان کا قربانیاں پیش کرنے کا جذبہ فزوں سے فزوں تر ہوتا چلا جاتا ہے چنانچہ وہ نسلاً بعد نسلٍ بڑھ چڑھ کر قربانیاں دیتے چلے جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں ان کے لئے ایک بہت ہی عظیم الشان عید مقدر کر دی جاتی ہے اور وہ ہوتی ہے غلبۂ اسلام کی عظیم الشان عید جو ثمرہ ہوتی ہے ان عظیم الشان قربانیوں کا جو وہ بشاشتِ قلب کے ساتھ نسلاً بعد نسلٍ پیش کرتے چلے آ رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ جسے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے بموجب خود آپ ہی کے ایک فرزندِ جلیل کو مامور من اللہ کی حیثیت سے مبعوث فرما کر اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی غرض سے قائم کیا ہے رمضان کی روح پر کماحقہ عمل پیرا ہوتے ہوئے غلبۂ اسلام کی خاطر بشاشتِ قلب کے ساتھ قربانیاں پیش کرتی چلی آ رہی ہے۔ اس کی تمام تر راحت اور لذت اس بلند اور رفیع الشان مقصد کے لئے قربانیاں پیش کرنے کی خداداد توفیق میں ہی مضمر ہے۔ جتنی زیادہ قربانیاں پیش کرنے کی اسے توفیق ملتی ہے نتیجۃً حاصل ہونے والی راحت اور لذت اتنی ہی زیادہ بڑھتی چلی جاتی ہے اور وہ خدائی وعدوں پر بھروسہ کرتے ہوئے اس یقین سے لبریز ہے کہ ان قربانیوں کے صلہ میں اس کے لئے ایک بہت ہی عظیم الشان عید مقدر ہے اور وہ ہے غلبۂ اسلام کی عید یعنی وہ عظیم الشان عید جب اسلام کے ساری دنیا میں غالب آنے کے نتیجہ میں مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب ہر طرف اور ہر سمت میں عیدیں ہی عیدیں بکھری ہوئی ہوں گی اور پھر یہ عظیم الشان عید اس لحاظ سے ایک دائمی عید ہوگی کہ قیامت تک اس کا سلسلہ چلتا چلا جائے گا۔ اسی لئے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان کی روح پر عمل پیرا ہونے کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"ہماری جماعت کو بھی جس نے اس زمانہ کے مامور کو قبول کیا ہے قربانیوں کو اسی رنگ میں دیکھنا چاہیئے جس طرح رمضان کے روزے ہوتے ہیں۔ جس طرح رمضان کے روزے مصیبت نہیں سمجھے جاتے بلکہ ان میں لذت محسوس ہوتی ہے بعینہٖ اسی طرح دین کی اشاعت اور خدمتِ اسلام کے لئے جو قربانیاں ہمیں کرنی پڑیں ان میں لذت محسوس کرنی چاہیئے اور سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ مصائب روزہ یا حج کی طرح ہیں اور ان کے نتیجہ میں (غلبۂ اسلام کی عظیم الشان) عید آئے گی۔"

(الفضل ۱۹ مارچ ۱۹۳۹ء بحوالہ خطباتِ محمودؓ جلد اوّل صفحہ ۱۱۵)

ایک پیاری حدیث

حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ (۸۴۹ھ — ۹۱۱ھ) نے الجامع الصغیر میں بحوالہ فردوس دیلمی حسبِ ذیل حدیث نبوی لکھی ہے۔

"صَمْتُ الصَّائِمِ تَسْبِيحٌ وَنَوْمُهُ عِبَادَةٌ وَدُعَاؤُهُ مُسْتَجَابٌ وَعَمَلُهُ مُضَاعَفٌ"

(جلد ۲ صفحہ ۴۵ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ سمندری)

خدا کے ہاں روزہ دار کی خاموشی، تسبیح اور نیند عبادت شمار ہوتی ہے اس کی دعا جناب الٰہی میں مقبول ہے اور اس کے عمل کا ثواب کئی گنا بڑھ چڑھ کر دیا جاتا ہے۔

(مرسلہ: دوست محمد شاہد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رمضان المبارک میں حفاظتِ قرآن کا روح پرور منظر

(مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر فاضل مربی سلسلہ احمدیہ)

رمضان المبارک کے شروع ہوتے ہی مساجد میں ایک روح پرور منظر دیکھنے میں آتا ہے جس سے ایک مسلمان کی روح وجد میں آجاتی ہے۔ محراب میں کھڑا ایک شخص روزانہ قرآن کریم کا ایک پارہ زبانی سُناتا ہے اور اس کے پیچھے فرزندانِ اسلام کا جمِ غفیر اس قرآن کو سُن رہا ہوتا ہے۔ ہر بڑی مسجد میں قرآن کریم کا دَور ہوتا ہے اور لاؤڈ سپیکر اس آواز کو جس کا آغاز غارِ حرا سے چودہ سَو سال پہلے

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ

کے الفاظ سے ہوا فضا میں پھیلا دیتا ہے۔ چنانچہ یہ حقیقت ریکارڈ پر موجود ہے کہ دس سال کا بچہ محراب میں کھڑے ہو کر قرآن کریم کو فرفر سُناتا ہے ــــ آج مختلف ممالک کے شہروں میں حُفّاظ اور قرّاء نہ صرف مساجد میں قرآن کریم سُنا رہے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سینکڑوں عظیم معجزات سے نوازا اور ان میں سب سے نمایاں معجزہ قرآن کریم ہے۔ معجزہ قرآن کے کئی پہلو ہیں۔ ان میں سے ایک پہلو یہ ہے کہ قرآن مجید ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ خدا تعالیٰ نے پُرشوکت انداز میں فرمایا:-

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝

(حجر: ۹)

کہ ہم نے ہی اس ذکر یعنی قرآن کو اُتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

موازنہ مذاہب کی رُو سے ایک مسلمان یہ سوال کر سکتا ہے کہ کیا تورات، انجیل، ژند اوستا، گیتا اور وید نے بھی اپنے محفوظ ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور کیا کوئی یہودی کہہ سکتا ہے کہ میں تورات کا حافظ ہوں اور کیا کوئی عیسائی تحدّی کر سکتا ہے کہ میں حافظِ انجیل ہوں مگر آج اسلامی دنیا میں ہزاروں حُفّاظ موجود ہیں اور اس کے کئی حصے ہر مسلمان کے سینہ میں محفوظ ہیں۔

تاریخ سے یہ امر ثابت شدہ حقیقت ہے کہ عہدِ رسالت میں ہی کئی صحابہؓ اور انصار نے قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ چنانچہ صحابہؓ مہاجرین میں سے مندرجہ ذیل کو قرآن کریم حفظ تھا:-

حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت علی۔ حضرت طلحہ۔ حضرت سعد۔ حضرت ابن مسعود۔ حضرت حذیفہ۔ حضرت سالم۔ حضرت ابوہریرہ۔ حضرت عبداللہ بن سائب۔ حضرت عبداللہ بن عباس۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ حضرت عبداللہ بن زبیر۔ حضرت عائشہ۔ حضرت حفصہ۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

انصار میں سے حضرت عبادۃ بن صامت۔ حضرت معاذ۔ حضرت ابوحلیمہ۔ حضرت فضالہ بن عبید۔ حضرت مسلم۔ حضرت ابوالدرداء۔ ابوزید۔ زید بن ثابت۔ اُبَیّ بن کعب۔ سعد بن عبادہ۔ اُمّ ورقہ رضی اللہ عنہم قرآن کریم کے حافظ تھے۔

تاریخ سے یہ امر ثابت ہے کہ صحابہ کرامؓ قرآن مجید کے حفظ کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے اور ان میں بہت سے حافظِ قرآن تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے حفظ کرنے کی طرف صحابہؓ کو رغبت اور شوق دلایا کرتے تھے۔ آپؐ نے بطور وعید کے یہاں تک فرمایا:-

إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ۔

کہ وہ شخص جس کے اندر قرآن مجید کا کوئی حصہ محفوظ نہیں ہے اس کی مثال ویران گھر کی ہے یعنی اس کے رہنے والے نیکی اور تقویٰ سے بالکل نابلد ہیں اور ان کو کبھی برکت حاصل نہیں ہو سکتی۔ آپؐ نے ان اشخاص کو اعزاز دیا جو قرآن مجید کے حامل ہیں۔ فرمایا:-

أَشْرَافُ أُمَّتِي حَمَلَةُ الْقُرْآنِ۔

میری قوم کے بڑے لوگ وہ ہیں جو قرآن کریم کے حامل ہیں۔

اس سے مراد قرآنی تعلیمات پر عمل کرنا بھی ہے اور ظاہری طور پر حفظِ قرآن مراد ہے۔ نیز فرمایا۔ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ، تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کریم خود سیکھتا ہے اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔

ان ارشاداتِ مبارکہ کی وجہ سے صحابہ کرامؓ قرآن کریم کو بڑے ہی عشق، ذوق اور شوق سے حفظ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ بئرِ معونہ کے مقام پر ایک سازش کے ماتحت کفار نے ستّر حفاظِ قرآن قتل کر دیئے۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ صحابہ کرامؓ قرآن مجید حفظ کرنا بڑی نیکی سمجھتے تھے۔

(۲)

قرآن مجید نے اس حقیقت کا بھی اظہار فرمایا ہے کہ قرآن مجید کو حفظ کر لینا آسان ہوگا اور یہ حقیقت بھی ایک بالکل اچھوتا خیال ہے کہ ساری کتاب کو ترتیب کے لحاظ سے حفظ کر لیا جائے اور اس کا تعلق عشق و محبّت سے ہی ہے۔ قرآن کریم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ کہ ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لئے آسان بنا دیا ہے۔ یہ خصوصیت قرآن کریم کو ہی حاصل ہے کہ اس کے حفظ کرنے میں دل و دماغ انسان کی مدد کرتے ہیں۔ اس کا اسلوبِ بیان تنوّع اور رسیلا انداز رکھتا ہے۔ قدرتی ترنّم، قافیہ اور سجع کی وجہ سے زبان میں روانی آجاتی ہے۔ بعض اشخاص نے بڑھاپے میں قرآن کریم حفظ کیا۔

خدا تعالیٰ نے آیاتِ قرآنیہ میں بے نظیر قوت اور شوکت و تاثیر رکھی ہے جس نے بھی قرآن کریم کو سُنا وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ تاریخ اسلام کا یہ واقعہ بہت ہی شاندار ہے کہ حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام میں قرآن مجید کی معجزانہ تاثیر کا نمایاں دخل ہے جبکہ آپ نے سُنتے ہی فرمایا "مَا أَحْسَنَ هٰذَا الْكَلَامَ" یہ کتنا ہی اچھا کلام ہے! کفار اسے جادو کے الفاظ سے تعبیر کیا کرتے کیونکہ اسکے سُنتے ہی وہ مبہوت ہو جاتے۔ اس کی ساحرانہ تاثیر اور دلربا کلمات کو محسوس کر کے ہی کفار نے کہا۔

... وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ۝ (حٰم سجدہ ع)

کفار نے کہا کہ قرآن کو نہ سُنا کرو بلکہ اس کے پڑھتے وقت غل غپاڑہ کیا کرو شاید تم اس حرکت سے غالب آجاؤ۔

قرآن مجید نے اپنی ساحرانہ تاثیر کا ذکر یوں فرمایا ہے:-

لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ (حشر: ۲۱)

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتار دیتے تو تو اسے اللہ تعالیٰ کے خوف سے گرا ہوا ریزہ ریزہ دیکھتا۔ اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ فکر کریں۔

لبید بن ربیعہ عرب کا مشہور شاعر تھا۔ جب اس نے قرآن کریم کی آیات کو سُنا تو شاعری ترک کر دی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک دفعہ ان سے چند اشعار کی فرمائش کی تو اس نے جواب دیا:-

كَيْفَ أَقُولُ الشِّعْرَ بَعْدَ إِذْ عَلَّمَنِيَ اللّٰهُ الْبَقَرَةَ وَآلِ عِمْرَانَ۔

جب خدا نے مجھے بقرہ اور آلِ عمران سکھا دی ہے تو پھر شعر کہنا مجھے زیبا نہیں ہے۔

جب صحابہ کرامؓ نے کفار کے جور و ستم سے مجبور ہو کر حبشہ کی طرف ہجرت کی تو نجاشی کے شاہی دربار میں قریش کے ایک وفد نے مسلمانوں کے خلاف وکالت کی۔ مسلمانوں کی نمائندگی حضرت جعفر طیارؓ نے کی۔ آپ نے نجاشی کی خواہش پر قرآن مجید کی تلاوت کی۔ نجاشی پر قرآنی آیات کا اتنا اثر ہوا کہ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا جاتی ہیں اور اس کی داڑھی تر ہو گئی۔ نجاشی نے قریش کے لیڈر کو کہا "جاؤ میں مسلمانوں کو اپنے ملک سے نہیں نکالوں گا۔"

(سیرت ابن ہشام)

قرآن کریم کی دلربا عبارت اپنے اندر ساحرانہ تاثیر رکھتی ہے جس کی وجہ سے قرآن کریم کو حفظ کرنا بہت آسان ہے اور زبان میں قدرتی روانی ہو جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حفظِ قرآن کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:-

"نوجوانوں کے لئے خاص طور پر

حفظِ قرآن کریم کی تحریک کو کامیاب بنایا جائے۔ نوجوان کم از کم ایک پارہ حفظ کریں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم میاں نور محمد صاحب امرتسری رض کے حالاتِ زندگی

(محترم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری سابق مبلغ مغربی افریقہ و جزائر فجی)

خاکسار کے والد محترم میاں نور محمد صاحب امرتسری نے کچھ عرصہ بعارضہ ضعفِ اعصاب بیمار رہ کر مورخہ ۲۵ر مئی ۱۹۷۶ء کو بعمر تقریباً ۹۰ سال ربوہ میں وفات پا گئے۔ چند سال سے آپ ربوہ میں اپنے چھوٹے بیٹے عزیزم محمد لطیف صاحب انور امرتسری کے پاس رہائش پذیر تھے جہاں ہماری بہنیں بھی خدمت کرتی رہیں۔ بیماری کے زور پکڑنے پر ہماری ہمشیرہ اہلیہ مکرم میاں عبدالحکیم صاحب انہیں مغلپورہ لے گئیں۔ وہاں سے کچھ اچھے ہو کر ربوہ آ گئے لیکن تیسرے روز ہی بوقت فجر فالج کا ایسا شدید حملہ ہوا کہ جانبر نہ ہو سکے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت اور بیعت

والد صاحب کی پیدائش ۱۸۸۶ء میں ہمارے آبائی گاؤں بھڈیار تحصیل اٹاری میں ہوئی۔ آپ کے والد حاجی گلاب دین صاحب رض اور دادا میاں بوڑا صاحب رض بھی احمدی تھے۔ ہمارے خاندان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دستی بیعت کا شرف سب سے پہلے میرے تایا صاحبان میاں جمال دین رض، میاں کرم دین رض اور میاں محمد دین رض کو اکتوبر ۱۸۹۸ء میں ملتان میں حاصل ہوا۔ انہوں نے پھر اپنے گاؤں آ کر تبلیغ کی۔ اور جب میرے دادا جان نے بیعت کر لی تو ان کے ساتھ ہی ہمارا سارا خاندان اور بھڈیار کے دو مسلمان خاندان بھی احمدی ہو گئے۔ چنانچہ اُس روز بھڈیار سے پچاس ساٹھ افراد کی بیعتیں قادیان ارسال کی گئیں (الحکم جلد ۲ نمبر ۳۸)

اس کے بعد ستمبر ۱۹۰۴ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لاہور آمد پر دادا جان، والد صاحب اور دیگر بزرگ بعد نماز عشاء بھڈیار سے پیدل لاہور روانہ ہوئے جہاں وہ اگلے روز حضرت میاں معراج دین صاحب عمر رض کے مکان "مبارک منزل" پر حضورؑ کے دستِ مبارک پر بیعت سے مشرف ہوئے اور پھر سب بیعت کنندگانِ بھڈیار حضورؑ کے ۳ر ستمبر ۱۹۰۴ء والے "لیکچر لاہور" میں شریک ہوئے جو منڈوا میلا رام میں ہوا تھا۔ (تاریخ احمدیت لاہور صفحہ ۳۲۱۔۳۲۵)

پھر اسی سال حضور علیہ السلام کے سفر سیالکوٹ کے دوران بھڈیار کی جماعت نے بمع میرے والد صاحب اور دادا محترم اٹاری سٹیشن پر حضورؑ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور حضورؑ کی خدمت میں کھانا بھی پیش کیا۔ حضورؑ نے سب کو مصافحہ کا شرف بخشا اور دعا فرمائی۔ (الحکم ۱۰ر نومبر ۱۹۰۴ء و تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۳۴۷)

اس کے علاوہ والد صاحب قادیان جلسہ سالانہ کے لئے اور ویسے بھی زیارت کے لئے جاتے رہے اور حضور علیہ السلام کے زمانہ کے آخری جلسہ سالانہ قادیان میں بھی ہمارے دادا کے ساتھ شریک ہوئے اور جتنے دن ٹھہرے سیر کے وقت حضورؑ کی ہمراہی کا شرف پایا۔ (تاریخ احمدیت لاہور صفحہ ۳۲۱)

خلافتِ اولیٰ کے دوران بھی والد صاحب چار مرتبہ جلسہ سالانہ میں شریک ہوئے مگر خلافتِ ثانیہ کے وقت جبکہ وہ گاؤں سے امرتسر منتقل ہو گئے تھے، اپنے معمر باپ کو لے کر اکثر قادیان جاتے رہے۔ ۱۹۲۴ء سے تو مجھے خود یاد ہے کہ وہ نہ صرف ہر جلسہ سالانہ پر بلکہ مجلس مشاورت پر بھی جاتے رہے اور بعض دفعہ جمعہ بھی قادیان جا کر پڑھا کرتے۔

والد صاحب نے اپنے والدین کی خدمت کی بہت توفیق پائی۔ وہ اور ان سے بڑے بھائی میاں جان محمد صاحب رض اکٹھے رہتے تھے اس لئے دادا مرحوم نے انہی کے ساتھ زندگی گزاری۔ امرتسر میں اُن کی بیماری اور وفات پر علاج معالجہ، تجہیز اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین اور حصہ وصیت کی ادائیگی سب کی سب ان دونوں بھائیوں نے کی۔ پہلی جنگِ عظیم میں یہ دونوں ٹرٹی میں عراق وغیرہ گئے جہاں سے روپیہ بھیج کر انہوں نے اپنے والد رض کو حج بیت اللہ بھی کروا دیا۔

مہمان نوازی بھی والد صاحب مرحوم کی نمایاں صفت تھی۔ سالہا سال تک مغلپورہ احمدیہ جماعت کے سیکرٹری ضیافت رہے۔ پاکستان بننے سے پہلے ہمارے گاؤں کے لوگ اور رشتہ دار امرتسر آ کر کئی کئی روز ہمارے ہاں ٹھہرتے بعض دفعہ ہمارے گاؤں کے سکھ دوست بھی امرتسر ہمارے پاس مہمان ٹھہرا کرتے البتہ اپنا کھانا خود تیار کرتے۔ گھر میں بھینس یا گائے اکثر رکھتے تھے جس سے مہمان نوازی میں آسانی رہتی تھی۔ بعض بزرگ استاد اور مبلغین کرام بھی امرتسر آنے یا وہاں سے گزرنے پر ہمیں مہمان نوازی کا شرف عطا کرتے۔ نیز میرے کئی ہم مدرسہ دوست رخصتوں میں آ کر کئی کئی روز میرے پاس ٹھہرا کرتے اور باوجود مالی تنگی کے والدہ صاحبہ فراخ دلی سے یہ خدمت بجا لاتیں۔

نیک اقدام اور اس کا اجر

میرے دادا مرحوم کا مجھے وقف کرنے کا ارادہ تھا مگر ۱۹۲۴ء میں اُن کی وفات پر جبکہ خاکسار بعمر آٹھ سال اُن کو سورہ یاسین سنا رہا تھا انہوں نے والد صاحب کو قریب بلا کر کہا تمہاری مالی حالت بہت کمزور ہے تم صدیق کو قادیان تعلیم دلانے کا بوجھ نہ اٹھانا۔ تاہم بعد میں والد صاحب متواتر دعاؤں کے بعد ۱۹۲۸ء میں مجھے دینی تعلیم کیلئے قادیان چھوڑ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اُن کا یہ نیک اقدام دیکھ کر بڑا فضل فرمایا انہیں لاہور میں ملازمت مل گئی اور اس طرح میرے تعلیمی اخراجات کا انتظام ہو گیا چنانچہ پھر وہ متواتر چودہ سال تک صبح ۴ بجے روزانہ بذریعہ ریل لاہور جاتے اور شام کو واپس امرتسر آ جایا کرتے۔ ہمارا گھر امرتسر سٹیشن سے دُور تھا۔ والد صاحب کو دن بھر ریلوے جنرل سٹور مغلپورہ میں کام کر کے تقریباً تین میل پیدل چلنا پڑتا تھا۔ ایک دفعہ سائیکل لیا مگر چوٹ لگنے کی وجہ سے پھر استعمال نہ کیا۔ تہجد کی نماز اکثر گھر پر یا ریل گاڑی میں پڑھتے اور مغلپورہ کے کئی بزرگ شاہد ہیں کہ نماز فجر روزانہ باجماعت احمدیہ مسجد مغلپورہ میں پڑھ کر سٹور کو جاتے تھے۔

خاکسار اُس وقت اُن کا اکلوتا بیٹا تھا بہت دعائیں میرے لئے کرتے۔ بچپن میں میرا اصل تعلیم کی طرف رجحان کم تھا۔ شعر و شاعری اور کھیلوں میں دلچسپی تھی۔ یہ صرف فضلِ الٰہی اور والد صاحب کی متواتر دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ میں سال بسال کامیاب ہوتا چلا گیا اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ازراہِ احسان میرا وقف بھی منظور فرما لیا اور مجھ جیسے ناکارہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آٹھ ملکوں میں ۱۹۴۲ء سے ۱۹۷۴ء تک دینی خدمات کا شرف عطا فرمایا۔ الحمد للہ۔

مشکلات کا حل۔ صدقہ

ایک مرتبہ میرے قیامِ فلسطین و مصر کے دوران مجھے عجیب مشکلات پیش آئیں۔ دونوں ملکوں سے نکلنا پڑا بلکہ ایک تیسرے سے بھی علماء نے نکلوا دیا۔ اس سے والد صاحب بہت پریشان تھے۔ انہی دنوں والدہ صاحبہ نے ان کو ایک گرم قمیص بنا کر دی تھی انہوں نے بوقتِ سحر ریل گاڑی میں خواب دیکھا کہ ایک نیک خوبصورت نوجوان نے انہیں کہا "مشکلات کا علاج صدقہ ہے یہ قمیص مجھے دیدو تمہارے بیٹے کی مشکلات دُور ہوں گی"۔ والد صاحب نے وہ قمیص اُتار کر کسی غریب کو دیدی اور متواتر دعا کرتے اور صدقہ دیتے رہے۔ چنانچہ محض خدا کے فضل سے بلادِ غربیہ میں میری مشکلات یوں دُور ہوئیں کہ نظارت تبلیغ نے لندن مشن میں حضرت مولانا شمس صاحب رض کے ساتھ ایک نائب کی ضرورت کا ذکر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کیا۔ میں بھی حضور رض کو اپنے حالات اور دعا کے لئے لکھتا رہتا تھا حضور رض نے ازراہِ شفقت مجھے بلادِ عربیہ سے فوراً انگلستان بھجوا دیا جہاں سے دو سال بعد مجھے سیرالیون بھیجا گیا۔

ہمدردی کا جذبہ

والد صاحب میں دوسروں کی مدد اور ہمدردی کا خاص جذبہ تھا۔ ہر کسی کی تکلیف سے بے چین ہو جاتے تھے۔ تنگ دستی کے باوجود حتی الوسع دوسرے کی مدد کرتے۔ اپنے عزیزوں کے گھروں میں جا کر ہمدردانہ مشورے دینے اور ان کے لئے دعائیں کرنے کا معمول آخر عمر تک جاری رہا۔ والدہ صاحبہ مرحومہ نے ایک دفعہ بتایا کہ ایک دن موسم سرما میں والد صاحب کے پاس نہ کوٹ تھا نہ کمبل صرف اوپر نیچے دو موٹی قمیصیں پہن رکھی تھیں کہ گاڑی میں ایک معذور بوڑھا ننگے بدن کانپتا ہوا نظر آیا۔ اُسی وقت اپنی ایک قمیص اُتار کر اُسے پہنا دی۔ ایک سکھ دوست ساتھ تھا یہ دیکھ کر کہنے لگا "بھائیا جی تُسی تہاڈا تے بیڑا پار ہو جائے گا آپاں دا پتہ نہیں"۔ چند دن بعد اپنے لئے ایک کمبل خرید لیا جسے اوڑھ کر حسبِ معمول مغلپورہ احمدیہ مسجد مغلپورہ میں نماز فجر کے لئے داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک فتح دین نامی شخص جو کسی وقت بہت امیر تھا بیماری کا مارا لیٹا ہوا سردی سے ٹھٹھر رہا ہے والد صاحب نے وہ نیا کمبل اُسی وقت اُسے اوڑھا دیا اور شام کو والدہ صاحبہ سے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ اور دے دیگا۔

علماءِ دین کا احترام

آپ نے ہم سب بھائی بہنوں کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعلیم و تربیت کا پورا خیال رکھا اور ہم سے ہمیشہ یکساں طور پر مشفقانہ سلوک رہا۔ اپنی ضرورتوں کو نظر انداز کر کے ہمیشہ ہماری مدد کرتے رہے۔ ایک نے کچھ رقم دی تو اس سے دوسرے کی ضرورت پوری کر دیتے۔ میں جامعہ احمدیہ سے فارغ ہوا تو ایک دفعہ امرتسر میں خاکسار اور والد صاحب اپنی دکان سے گھر کی طرف جا رہے تھے۔ میرے کندھے پر شاید چاول یا کوئی اور بوجھل سامان تھا۔ شاید مجھ میں علمی لحاظ سے خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے چار پانچ قدم میرے ساتھ چلنے کے بعد مجھ سے وہ بوجھ زبردستی لے کر خود اٹھا لیا وجہ یہ بتائی کہ اب تم عالم دین ہو گئے ہو اور خدا کے رسول ؐ کا فرمان ہے کہ علماء کی عزت و وقار کا خیال رکھو ان کا بڑا درجہ ہے بچپن میں میری تربیت کا اتنا خیال تھا کہ میری ۱۲/۱۳ سال کی عمر میں نماز کے ایک نقص پر ٹوک کر نصیحت کی کہ نماز کے الفاظ زبان پر لانے اور لب ہلانے ضروری ہوتے ہیں۔ نماز محض دل کی نہیں ہوتی۔ ایک دو مرتبہ اسی وجہ سے مجھ سے نماز دوبارہ بھی پڑھوائی۔ اپنی وفات سے چند ماہ قبل وہ مجھے کوئی بات سنا رہے تھے۔ میں زبان سے "جی ہاں" یا "جی جی" کہنے کی بجائے صرف سر ہلا رہا۔ اس پر ناراض ہوئے اور نصیحت کی کہ اس طرح بڑوں کے آگے محض سر ہلاتے رہنا اور زبان سے ہنگورا نہ بھرنا باوقار طریق نہیں بلکہ معیوب ہے۔ کہیں خلیفہ وقت کے سامنے ایسے نہ کر بیٹھنا۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے سلسلہ سے انہیں بے حد عقیدت تھی اپنا راستہ چھوڑ کر بھی صاحبزادگان سے مصافحہ کے شرف کے لئے پہنچ جاتے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طویل بیماری کے دوران نہ صرف خود صحت کے لئے باقاعدہ دعائیں کرتے رہے بلکہ ایک طویل پنجابی نظم لکھی جس میں حضور رضؓ کا مقام بیان کر کے جماعت کو خاص دعا کی تحریک تھی۔ اور اسے بار بار پمفلٹ کی صورت میں اپنے خرچ پر شائع کر کے تقسیم کراتے رہے۔

چھوٹوں کی خدمت

والد صاحب کی زندگی کے آخری دو سال میں نے ان کے ساتھ ایک کمرے میں گزارے ہیں۔ وہ اکثر عبادت میں مصروف رہتے۔ مگر روزانہ اپنے عزیزوں کے ایک دو گھروں میں حال پرسی اور چہل قدمی کے لئے ضرور جاتے۔ کثرت بول کی پرانی بیماری تھی لیکن فراغت کے بعد عموماً وضو کر لیتے اور کہا کرتے کہ یہ بیماری مجھے فائدہ بھی دیتی ہے کہ رات کو کئی بار نفلوں کا موقع ملتا ہے۔ نماز اشراق بھی باقاعدہ ادا کرتے اور نظر درست رہنے تک تلاوت بھی کرتے رہے۔ بعد میں کبھی کبھی مجھ سے قرآن کریم سن لیتے تھے۔ نفل ادا کرنے کے لئے سخت سردیوں میں بھی رات کو ہر بار نیا وضو کرتے۔ آخر شب خود تازہ پانی نکالتے اور وضو کر کے میرے لئے بھی پانی سے بھر کر لوٹا ساتھ لاتے اور مجھے جگا کر کہتے یہ لو پانی اٹھو تہجد پڑھو اور خدا کو راضی کرو مجھے بڑی شرم محسوس ہوتی کہ جو خدمت مجھے کرنی چاہئے بڑھاپے میں وہ میری کر دیتے تھے۔ میں بھی پہلے اٹھ کر ایسے ہی کرتا رہا مگر وہ اکثر مجھ سے بازی لے جاتے رہے۔ دعائیں ایسی رقت بھری آواز سے کرتے کہ سن کر طبیعت رقت سے دعا کی طرف مائل ہو جاتی۔ شدید گرمیوں میں اکثر دوپہر کے آرام کے بعد آپ خاموشی سے جا کر ہینڈ پمپ سے ٹب میں پانی بھرتے اور خود غسل کر کے اکثر میرے لئے بھی ٹب بھر کر پھر مجھے جگاتے کہ جاؤ پانی موجود ہے۔ نہا کر نماز کی تیاری کرو۔ میرے بار بار روکنے پر بھی انہوں نے اپنا یہ پیارا طریق نہ چھوڑا میں شرمندہ ہو کر رہ جاتا اور کوشش کرتا کہ کسی اور طرح مجھ سے بھی ان کی خدمت ہوتی رہے۔ اس طرح وہ بڑے ہو کر چھوٹوں کی خدمت کا سبق مجھے متواتر دو سال دیتے رہے

آپ نہ صرف موصی تھے بلکہ دیگر جماعتی تحریکوں میں بھی حصہ لیتے رہے بحیثیت سیکرٹری وصایا مغلپورہ آپ نے کثیر تعداد احباب کی وصیتیں کرائیں یہ کام آپ ربوہ آ کر بھی کرتے رہے۔ صحابی ہونے کی وجہ سے مسجد اقصیٰ ربوہ کے سنگ بنیاد کے موقعہ پر دیگر صحابہ کرام کے ساتھ آپ کو بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بنیاد میں اینٹ رکھنے کا شرف عطا فرمایا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ والد صاحب مرحوم رضؓ کو اپنی مغفرت سے نوازے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین!

دعائے مغفرت

میرے عزیز دوست مکرم نذیر احمد صاحب مکینک کی جوان سال بچی جس کی شادی عنقریب ہونے والی تھی۔ تقریباً دو ماہ بیمار رہنے کے بعد ۲۹ اگست کو ایک بجے بعد دوپہر اپنے مولا حقیقی سے جا ملی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

احباب جماعت بچی کی مغفرت اور بلندی درجات نیز والدین اور بہنوں بھائیوں کو بہترین رنگ میں صبر کی توفیق ملنے کے لئے دعا فرمائیں۔

(صوفی نذیر احمد سیکرٹری مال
محمد آباد۔ براستہ ٹالی ضلع تھرپارکر)

درخواست ہائے دعا

(۱) محترم حکیم بشیر احمد صاحب بہاولپور کی اہلیہ محترمہ کے پاؤں پر عرصہ دو سال سے چنبل ہے جس کی وجہ سے تکلیف زیادہ ہے۔

(۲) مکرم سردار رحمت اللہ صاحب دارالرحمت شرقی ربوہ کے لڑکے عزیز مروت اللہ کی ٹانگ کا آپریشن چند روز تک کراچی میں ہونے والا ہے۔ عزیز ٹانگ میں درد کی وجہ سے بیمار چلا آ رہا ہے

(۳) مکرم ظہور احمد صاحب لشاری کوٹلہ دیوان ضلع ڈیرہ غازیخان کی خواہر نسبتی سخت بیمار ہے

(۴) مکرم ڈاکٹر ممتاز علی صاحب الہ آباد ضلع ڈیرہ غازیخان مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار ہیں کمزوری بہت زیادہ ہے۔

(۵) مکرم محمود احمد صاحب سمندری لائلپور کی بڑی ہمشیرہ راشدہ پروین صاحبہ بنت میاں روشن دین صاحب ایک ماہ سے شدید بیمار ہیں۔

(۶) مکرم منیر احمد صاحب رانجھا چک ۳۰۲ ج ب ضلع شاہ فیصل آباد پیٹ کی خرابی کی وجہ سے بیمار ہیں۔

(۷) مکرم مولوی سلیم اللہ صاحب آف اوکاڑہ ان دنوں بعارضہ فالج بیمار ہیں اور سی ایم ایچ اوکاڑہ میں زیر علاج ہیں۔

(۸) مکرم شیخ سبحان علی صاحب ککڑ ہٹا چنیوٹ کے بیٹے شیخ عثمان علی صاحب کارگو آفیسر بغرض بحالی صحت بیرون ملک تشریف لے گئے ہیں۔

احباب کرام سب مریضوں کی کامل و عاجل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

اپنی نوعیت کا واحد ادارہ

غیر ممالک کی بہت زیادہ ڈیمانڈ کے پیش نظر

اندرون ملک و بیرون ملک سٹیل فکسر، شٹرنگ کارپینٹر، پائپ فٹرز اور بلڈنگ پینٹر کی کامیاب ٹریننگ کے بعد ہم ایک نئی کلاس راج (MASON) ۱۹ ستمبر سے شروع کر رہے ہیں۔ کورس مدت ۲½ ماہ۔ فیس مکمل کورس۔ ۳۰۰/ روپے۔

کورس: اینٹوں کی چنائی سیمنٹ و گارے سے HOLLOW & SOLID. بلاک کی چنائی۔ چھت کا پلاستر۔ ماربل چپس برائے فرش و دیوار۔ ماربل ورک سرامک ٹائیل۔ فکسنگ۔ ربڑ سٹون فکسنگ۔ لینٹر اور ڈاٹ۔ بلاک فکسنگ۔ سومنگ R.C.C. = R.B. چھت و دیوار۔ فرش اینٹ ۳" تا ۴½" موٹا بنانا وغیرہ

اس کلاس کی ٹریننگ ہم آرکیٹیکٹ رفیع رحمانی کی زیر نگرانی دیں گے اور جناب رفیع رحمانی سائٹ پر جا کر طلباء کو مفید مشوروں سے نوازیں گے۔

* اس کے علاوہ ہم اپنے طلباء کو اخلاقیات پر بھی لیکچر دیتے ہیں کہ آپ کو باہر جا کر کس کس قوم سے واسطہ پڑے گا۔ اور آپ نے ملک و قوم کا نام کس طرح روشن کرنا ہے۔

* اس کے علاوہ ہم یہ بھی بتاتے ہیں۔ کہ ریکروٹنگ ایجنسیاں کس طرح انٹرویو لیتی ہیں۔

یوم دفاع کے موقعہ پر ہم یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ہیں۔ کہ افواج پاکستان کے بچوں کو یہ جو کام سیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کو فیس میں ۲۰٪ رعایت۔ احمدی احباب کیلئے فیس میں ۱۰ فیصد رعایت ہے

نسیم سٹیل فکسر

شٹرنگ کارپینٹر۔ پائپ فٹر۔ بلڈنگ پینٹر۔ راج (MASON)۔ ٹریننگ سینٹر

اندرون موچی گیٹ۔ لاہور

(1694/L)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایگریکلچرل سوسائٹی کینیا کی سالانہ زراعتی نمائش میں جماعت احمدیہ کا تبلیغی سٹال

مختلف رنگوں اور نسلوں کے ہزارہا اشخاص کی آمد تبلیغی لٹریچر کی تقسیم اور کامیاب گفتگو

(مکرم مولوی بشیر احمد صاحب اختر مبلغ اسلام ممباسہ ۔ کینیا)

"ایگریکلچر سوسائٹی آف کینیا" کے نام سے یہاں ایک سوسائٹی قائم ہے جس کے زیرِ انتظام ملک کے بڑے بڑے شہروں میں سال کے دوران زراعتی شو (میلے) منعقد ہوتے ہیں جن میں مختلف کمپنیاں اپنی مصنوعات کی نمائش کرتی ہیں ایسے مواقع پر تبلیغی سٹال بہت مفید ہوتے ہیں چنانچہ احمدیہ مشن کی طرف سے نیروبی، ممباسہ اور ایلڈوریٹ میں سالہا سال سے ان مواقع پر تبلیغی سٹال لگائے جاتے ہیں۔

ممباسہ میں زراعتی شو رمضان المبارک کے پیشِ نظر اس سال اگست کے پہلے ہفتہ میں منعقد ہوا اور چار دن جاری رہ کر ۷ اگست کو اختتام پذیر ہو گیا۔ اس کا افتتاح ملک کے صدر محترم جومو کنیاٹا نے کیا۔ سٹال کو تیار کرنے کا کام دو تین دن پہلے شروع کیا گیا۔ خاکسار کے ساتھ مکرم مرزا محمود احمد صاحب مبلغ سلسلہ بھی تیاری اور پھر شو شروع ہونے پر تبلیغ کے سلسلہ میں ہاتھ بٹاتے رہے فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ سٹال کو اندر سے پینٹ کیا گیا اور پھر اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی تصاویر سے مزین کیا گیا۔ ایک کپڑے پر نہایت خوبصورت حروف میں کلمہ طیبہ لکھوا کر لٹکایا گیا اور دیواروں پر بورڈ لگائے گئے جن پر جماعتِ احمدیہ کی عالمگیر تبلیغی مساعی کی تصاویر چسپاں تھیں۔ ایک بورڈ جو بالخصوص عیسائیوں کی توجہ کا مرکز بنا رہا حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے کفن کے بارے میں جرمن سائنسدانوں کی تحقیق پر مشتمل تھا ایک میز پر سلسلہ کی طرف سے شائع کردہ سواحیلی، انگریزی اور عربی لٹریچر رکھا گیا۔

شو کا آغاز ۴ اگست کو ہوا صبح سے ہی لوگ ہمارے سٹال میں آنے لگے اور یہ سلسلہ رات آٹھ بجے تک جاری رہتا۔ شو کے چار دنوں کے دوران مختلف رنگ و نسل اور مکتبہ ہائے فکر و خیال کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں ہمارے سٹال پر آئے۔ ان آنے والوں میں مسلمان، عیسائی، ہندو، سکھ اور بہائی بھی تھے۔ پادری صاحبان اور مسلمان شیوخ بھی سٹال دیکھنے آئے جن سے حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیبی واقعہ، طبعی وفات اور ان کی آمد ثانی کی حقیقت پر کامیاب گفتگو ہوئی۔ آنے والوں کو سواحیلی اخبار "ماپنزی یا مونگو" اور کامبا۔ لوو۔ کیکویو اور سواحیلی زبان کے پمفلٹ جو شو سے کچھ دن قبل شائع ہوئے تھے دیئے گئے۔ سینکڑوں مسلمانوں اور عیسائیوں نے ہمارا سواحیلی، انگریزی اور عربی لٹریچر خریدا۔ اس میں اہم ترین جماعت کی طرف سے شائع کردہ سواحیلی ترجمہ و تفسیر قرآن تھا۔ خدا کے فضل سے ۱۲۰۰ شلنگ سے زائد کی کتب فروخت ہوئیں بعض نے اخبار "ماپنزی یا مونگو" کے لئے سالانہ چندہ ادا کیا۔ متعدد مسلمانوں اور عیسائیوں سے اسلام اور عیسائیت اور احمدیت سے متعلق امور پر نہایت دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ مسلمانوں میں سے اہلِ علم طبقہ نے ہماری اِس کوشش کو بہت سراہا۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ جہاں عیسائیوں کے اِس موقع پر کئی ایک سٹال تھے وہاں اسلام کی نمائندگی کرنے والا صرف ہمارا سٹال تھا۔ ایگریکلچر سوسائٹی کی طرف سے شو کے موقع پر شو کے بارہ میں ایک کتاب شائع ہوتی ہے۔ اِس دفعہ بھی ہمارے سٹال کے بارے میں اِس کتاب میں ایک جامع معلوماتی نوٹ شائع ہوا۔ قارئینِ کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری اِس حقیر سعی کو شرفِ قبولیت بخشے اور اس کے بہتر نتائج پیدا کرے۔

محترم حکیم محمد ابراہیم صاحب سابق مبلّغ مشرقی افریقہ وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

لندن سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم حکیم محمد ابراہیم صاحب سابق مبلّغ مشرقی افریقہ ۲۷ اگست کو لندن میں وفات پا گئے۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون

مرحوم کو ۱۹۴۷ء میں تبلیغی ٹریننگ پوری کرنے کے بعد مشرقی افریقہ بھجوایا گیا جہاں آپ ۱۹۶۲ء تک قریباً پندرہ سال متواتر تبلیغِ اسلام میں مصروف رہے۔ آپ کے ذریعہ یوگنڈا میں متعدد مخلص جماعتیں قائم ہوئیں۔ کئی ایک مساجد کی تعمیر اور سواحیلی ترجمہ قرآن کریم کی اشاعت کے سلسلہ میں آپکی خدمات بہت نمایاں ہیں۔ مرحوم بڑے بے دھڑک تبلیغ کرنے والے تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد بھی آپ نے تبلیغی مساعی جاری رکھیں۔

یوگنڈا میں جماعت کے رسالہ "صوت الاسلام" کے ایڈیٹر بھی رہے جس میں آپ نے کئی ایک قیمتی مضامین لکھے۔

مرحوم ذیابیطس کے پرانے مریض تھے لیکن جذبۂ خدمت کی وجہ سے وہ اس کے علاج کے سلسلہ میں زیادہ محتاط نہیں تھے، پاؤں پر ایک زخم آیا جو مندمل نہ ہو سکا۔ عرصہ تک فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں زیرِ علاج رہے پھر آپ لندن تشریف لے گئے جہاں قریباً دو سال بعد اللہ کو پیارے ہو گئے۔ مرحوم کی اہلیہ محترمہ ان کی غیر حاضری میں کچھ عرصہ قبل ربوہ میں وفات پا گئیں۔ ایک ہی لڑکا محمد ہارون سلمہ اللہ ہے جو آپ کے پاس ہی انگلستان میں مقیم تھا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنّت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور ان کے بچّہ کا خود حافظ و ناصر ہو۔ آمین

اپنے مکانات اور بنگلے ہم سے سستے ریٹ پر تعمیر کروائیں

ملک میں آج کل راج ۔/۴۰ روپے سے ۔/۶۰ روپے تک روزانہ مزدوری لے رہے ہیں۔ اگر آپ کے پاس زمین ہے اور نقشہ تیار ہے تو آپ ہمیں میٹریل خرید دیں ہمارا کنسٹرکشن فورمین تجربہ کار راج کی زیرِ نگرانی آپ کا مکان یا بنگلہ تعمیر کرے گا۔ آپ سے ہم لیبر بازار سے آدھی لیں گے۔ مزید معلومات کے لئے

نسیم سٹیل فکسر کا ذیلی ادارہ

بشرہ نسیم کنسٹرکشن کمپنی ۔ اندرون موچی گیٹ ۔ لاہور

اخبار احمدیہ (بقیہ صفحہ اوّل)

چند آیات کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ جو شخص خدائے رحمان کے ذکر سے مُنہ موڑ لیتا ہے وہ حزب شیطان میں داخل ہو جاتا ہے اور سرا سر گھاٹے میں رہتا ہے اور جو شخص ذکرِ الٰہی کی توفیق پاتا ہے اس کا شیطان گویا مسلمان ہو جاتا ہے وہ اس ذکر کے ذریعہ اندھیروں سے نکل کر نور اور روشنی میں آجاتا ہے وہ سارا سال ہی ذکر کی توفیق پاتا ہے اور اِس طرح خدا تعالیٰ کی ان ابدی رحمتوں کا وارث بن جاتا ہے جن کا اس نے ذکر کے نتیجہ میں ہم سے وعدہ کر رکھا ہے ٭

ضرورت ہے

ہمیں اپنی فیکٹری میں مندرجہ سٹاف کی ضرورت ہے :۔

۱ ۔ ڈرائیور ۔ تجربہ پانچ سال
۲ ۔ الیکٹریشن یا سپروائزر ۔ تجربہ ۵ سال ڈگری یا ڈپلومہ ہونا ضروری ہے۔
۳ ۔ بیلدار ۔ تجربہ ۳ سال
۴ ۔ فورمین ۔ تجربہ ۵ سال
۵ ۔ مکینک ۔ تجربہ ۵ سال
٦ ۔ ہیلپر (جوان صحت)
۷ ۔ چوکیدار (فوجی ریٹائرڈ)
۸ ۔ کلرک ڈسپیچر ۔ تجربہ ۲ سال
۹ ۔ سٹور پرچیزر ۔ تجربہ ۵ سال

پاکستان چپ بورڈ لمیٹڈ پوسٹ بکس ۸ جہلم

اعلانِ تعطیل

۱۱ ستمبر ۱۹۷۷ء بروز اتوار بانیٔ پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح کے یومِ وفات کی وجہ سے حسب سابق دفتر الفضل میں تعطیل ہوگی اور پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین و ایجنٹ صاحبان مطلع رہیں۔

(مینیجر الفضل)

نئے ٹرانسسٹر نقد و آسان قسطوں پر

المشتہر دان ریڈیو سروس محلہ دارالبرکات ربوہ

قابلِ فروخت قطعہ اراضی

ایک قطعہ اراضی رقبہ چار کنال متصل کوٹھی صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب جو محلہ دارالصدر میں بڑی سڑک (MAIN ROAD) پر واقع ہے قابلِ فروخت ہے۔ جو احباب اسے خریدنے کے خواہش مند ہوں وہ فوری طور پر مجھ سے رابطہ قائم کریں۔

مرزا نعیم احمد

دارالصدر ۔ ربوہ

رانی کھیت کے ٹیکے

مرغیوں کی مہلک متعدی امراض رانی کھیت ۔ خُناق ۔ کورائیزا ۔ ٹلوورم ۔ ہیضہ ۔ زہرباد وغیرہ کی ادویات اور موسمی ٹیکے دستیاب ہیں۔ روزانہ صبح ۷ تا ۱۱ بجے ٹیکے لگائے جا رہے ہیں۔ گھر جا کر ٹیکے لگانے کا بھی انتظام ہے۔ شائقین حضرات رجوع فرماویں۔

صدیقی ہیلتھ سنٹر ۔ رحمت بازار

دارالرحمت غربی ۔ ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴